© rasailojaraid.com

اخبارِ اُمت

عراق: امریکا کے لیے دلدل

حافظ محمد ادریس°

عراق میں مارچ ۲۰۰۳ء سے امریکا کی ڈیڑھ لاکھ فوج موجود ہے۔ ۲۰ مارچ ۲۰۰۵ء کو قبضے کے دو سال مکمل ہونے پر' ورلڈ سوشلسٹ ویب سائٹ کے حوالے سے جو اعداد و شمار جاری کیے گئے' ان کے مطابق دو سالوں میں ۱۵۲۰ امریکی مارے گئے' ۱۱ ہزار ۲ سو شدید زخمی اور معذور ہوئے' جب کہ جنگی صورتِ حال' موت اور گوریلا حملوں کے خوف سے ایک لاکھ امریکی ذہنی مریض بن چکے ہیں۔ ماہرین جنگ کے تجزیوں کے مطابق عراق میں اپنی مدت قیام مکمل کر کے واپس جانے والے فوجیوں میں دوبارہ کسی محاذ پر جا کر لڑنے کی صلاحیت باقی نہیں رہی (روزنامہ ڈان' ۲۰ مارچ ۲۰۰۵ء)۔ واضح رہے کہ اصل اعداد و شمار اس سے کہیں زیادہ ہیں' کیوں کہ امریکا اپنی فوجیوں کی ہلاکتیں چھپاتا ہے۔

عراق کو آزادی دلانے کے لیے آنے والا امریکا' عراقیوں کے لیے صدام سے سوگنا بدتر حکمران ثابت ہوا ہے۔ جمہوریت' انتخابات' دستور ساز اسمبلی' دستور سازی اور عراقیوں کی حکومت کے پردے میں امریکا اپنی حکمت عملی کے تحت اپنے منصوبوں اور سازشوں کو آگے بڑھا رہا ہے۔ لیکن اسے اپنے اندازوں سے بہت زیادہ مزاحمت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

° ڈائرکٹر' ادارہ معارف اسلامی' لاہور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اے ایف پی کے حوالے سے واشنگٹن پوسٹ نے جو تفصیل دی ہے، اس کے مطابق امریکی حکام سمجھتے ہیں کہ صدام کے حامیوں سے خطرہ نہیں، اس لیے ان سے لڑنے کے بجاے امریکی اور اتحادی فوجوں کو مذہبی انتہاپسندوں ہی سے لڑنے کو ترجیحِ اول بنانا ہوگا۔ (ڈان، ۹ مئی ۲۰۰۵ء)

امریکی حکومت اور اس کے عراق میں متعینہ جرنیل، جعفری حکومت سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ وہ جنگجو گوریلا قوتوں سے سختی سے نمٹے۔ حکومت کی کامیابی کے لیے نظر آنا چاہیے کہ وہ واقعی کچھ کر رہی ہے۔ اس کے جواب میں حکومت کے ترجمان اپنی رپورٹیں پیش کرتے ہیں کہ انھوں نے کافی مزاحمت کاروں کو ہلاک کر کے اور بڑی تعداد میں اسلحے کے ذخیروں پر قبضہ کرلیا ہے مگر امریکی اسے تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں۔ جنرل جارج کیسی کا کہنا ہے کہ ابومصعب الزرقاوی کی کارروائیاں روزافزوں ہیں اور شام کی سرحد سے غیرملکی مداخلت کار عراق میں مسلسل داخل ہو رہے ہیں۔ عبوری وزیراعظم ابراہیم جعفری کے ترجمان لیث قبہ نے اپنی حکومت کی کاوشوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ امن وامان قائم کرنے اور شورش پسندوں کو قابو کرنے کے لیے امریکی جرنیلوں سے مشورے مسلسل جاری رہتے ہیں۔ تاہم امریکی جرنیل اور عراق کی کٹھ پتلی حکومت کوئی مثبت نتیجہ آج تک حاصل نہیں کرسکے۔ (مضمون جوناتھن فائنراور بریڈلے گراہم، روزنامہ ڈان، ۱۵ مئی ۲۰۰۵ء)

دوسری طرف، نومنتخب اسمبلی کو اس سال کے اختتام تک دستور بنانا ہے ورنہ یہ تحلیل ہوجائے گی۔ دستور بن جانے کے بعد، نئے انتخابات کے نتیجے میں نئی اسمبلی وجود میں آئے گی۔ ملک میں ۴۰ سے ۴۵ فی صد تک سنی ہیں مگر ان کو کرد اور عرب قومیتوں میں تقسیم کر کے ۲۰ فی صد کرد سنیوں کو اس تعداد سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ سنی جماعت سنی عرب حزب اسلامی کے ترجمان ناصرالعانی نے مطالبہ کیا ہے کہ دستورسازی کے لیے نام نہاد پارلیمنٹ کے بجاے تمام گروپوں کے مستند نمایندوں پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کی جائے، ورنہ دستور تسلیم نہیں کیا جائے گا (ڈان، ۱۷ مئی ۲۰۰۵ء)۔ پارلیمنٹ نے ارکانِ پارلیمنٹ پر مشتمل جو ۵۵ رکنی کمیٹی قائم کی ہے اس میں صرف دو سنی ارکان شامل ہیں۔ ابراہیم جعفری نے وعدہ کیا ہے کہ وہ سنیوں کے جذبات کا احترام کریں گے۔ سنی جماعت بااثر ہے اور اسے شیعہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ سابق عبوری وزیراعظم ایاد علاوی اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مشیر برائے قومی سلامتی قاسم داؤد نے بھی جو شیعہ اور رکن پارلیمنٹ ہونے کے ساتھ دستوری کمیٹی کا بھی ممبر ہیں، سنیوں کے مذکورہ بالا مطالبے کی پُرزور تائید کی ہے۔ یہ کمیٹی اپنا مجوزہ مسودہ ۱۵ اگست تک تیار کرنے کی پابند ہے۔ یہ مسودہ مجلس کی منظوری سے ۱۵ اکتوبر تک قومی استصواب رائے (ریفرنڈم) کے لیے پیش کیا جائے گا۔

قبضے کے دو سال مکمل ہونے پر، یہ جائزے لیے جا رہے ہیں کہ کس نے کیا حاصل کیا۔ متحدہ عرب امارات کے معروف عربی اخبار الخلیج میں ایک عرب تجزیہ نگار عبدالالہ بلقزیز نے ۲۰ مارچ کو اپنے مضمون ''عراق جنگ کے دو سال'' میں لکھا ہے کہ تیل کے تاجروں، بش، ڈک چینی اور ان کے رفقاے کار نے اپنے اہداف میں سے تین حاصل کر لیے ہیں۔ پہلا ہدف تیل کی دولت پر قبضہ تھا جو پورا ہو چکا اور وہ سارے اخراجات مع منافع یہاں سے حاصل کر رہے ہیں۔ دوسرا ہدف اسرائیل کا تحفظ تھا، اس کے حصول کے لیے بھی وہ بہت قریب پہنچ چکے ہیں، اور تیسرا ہدف عراق کی تقسیم تھی جو سنی، شیعہ اور کرد میں کر دی گئی ہے۔ امریکی عوام کو اس سے کیا ملتا ہے؟ اس کا جواب بہت جلد دنیا کے سامنے آجائے گا کیونکہ تیل کی دولت تو یہ دہشت گرد امریکی حکمران خود ہی ہضم کر رہے ہیں۔

وقتی طور پر تیل کی دولت پر قبضے کے باوجود، عراق میں امریکا کا مقدر ناکامی کے سوا کچھ نہیں۔ اس کی چند اہم وجوہات درج ذیل ہیں:

۱- امریکا اور بحیثیت مجموعی استعمار کی تاریخ بتاتی ہے کہ حریت پسند قوموں پر استعماری تسلط کبھی زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتا۔ ویت نام، کمبوڈیا، کوریا، جنوبی افریقہ، الجزائر اور بہت سی دیگر مثالیں بالکل واضح ہیں۔

۲- عراق میں مزاحمت بے پناہ قربانیوں کے بعد بڑھ رہی ہے، کم ہونے کے دُور دُور تک آثار نظر نہیں آتے۔

۳- قابض فوجوں کے پاس قبضے کا کوئی اخلاقی اور قانونی جواز نہیں ہے، اس لیے ان کے حوصلے سارے مادی وسائل کے باوجود پست ہو چکے ہیں۔

۴- قابض فوجوں نے قیدیوں پر ابوغریب اور دیگر جیلوں میں جو ننگِ انسانیت مظالم

© rasailojaraid.com